TQ Lesson 227 Surah Saba 1-14 tafsir 2

پھر آپ دیکھئے کہ آیت نمبر 10 سے ایک اور مضمون شروع ہوتا ہے اور اس مضمون میں اللہ تعالیٰ نے کیا کہا؟ اللہ تعالیٰ نے قلب منیب کی مثال دی ہے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی اور وہ جو قلب منیب نہیں رکھتے قوم سبا کے لوگ جنہوں نے ناشکری کی تھی شکر کرنے والے اور ناشکری کرنے والے ان کی اللہ تعالیٰ نے یہاں پر مثال دی ہے آئیے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا بتاتے ہیں اللہ رب العزت کہتے ہیں

آیت نمبر 10۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ

ترجمہ۔ **ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑوں، اس کے ساتھ ہم آہنگی کرو (اور یہی حکم ہم نے) پرندوں کو دیا ہم نے لوہے کو اس کے لیے نرم کر دیا**

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام کون تھے؟ حضرت داؤد علیہ السلام قبیلہ یہودہ کے ایک معمولی نوجوان تھے
فلستیوں(فلسطینوں) کے خلاف ایک معرکہ میں جالوت جیسا جو سپہ سالار تھا اس کو انہوں نے قتل کیا اور یکا یک بنی اسرائیل کی آنکھوں کا تارا بن گئے یہاں سے ان کا عروج شروع ہوتا ہے اور آپ ان کے بارے میں یہ بھی جانتی ہیں کہ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا قد چھوٹا تھا آنکھیں نیلی تھیں بال کم تھے اور دل پاکیزہ تھا چھوٹے قدوالے معمولی انسان لیکن وہ میدان میں جب باہر نکلے جنگ کی تو پھر بنی اسرائیل میں ان کو عزت اور ہر دل عزیزی مل گئی اور پھر اللہ نے ان کو بادشاہ بنا دیا اور آپ کو نبوت عطا کی یہ فضل ہے اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا کیا فضل دیا تھا ؟ معمولی انسان تھے اور سپہ سالار بنے، بنی اسرائیل کی آنکھوں کا تارا بنے، بادشاہ بھی بنایا اور اس کے ساتھ نبوت بھی عطا کی۔ **وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ(251۔ البقرۃ)** اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت سے نوازا اور جن جن چیزوں کا چاہا، اس کو علم دیا۔ پھر آپ دیکھئے کہ اس کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ سورۃالانبیاء میں آپ پڑھ چکی ہیں۔ —**وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ()وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ (79,80۔ الانبیاء)** داؤدؑ کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخّر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے، اِس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے۔ اور ہم نے اُس کو تمہارے فائدے کے لیے زرہ بنانے کی صنعت سکھا دی تھی، تاکہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے، پھر کیا تم شکر گزار ہو؟ تو پہاڑ مسخر تھے اور ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے پہاڑ بھی اور پرندے بھی پھر اس کے علاوہ کیا تھا لباس بنانا ان کو سکھایا پھر آپ دیکھیں **وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ (17۔ ص)** اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے **ذَا الْأَيْدِ** قوت بھی بڑی تھی پاس **إِنَّهُ أَوَّابٌ** اور وہ رجوع کرنے والے تھے پیچھے آپ کیا پڑھ رہے ہیں **عَبْدٍ مُنِيبٍ** تو یہاں یہ کیا پتہ چل رہا ہے کیسا رجوع کرنے والا دل تھا اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے **إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ()وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ () وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (18 -20۔ ص)** ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح و شام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اُس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ ہم نے اس کی سلطنت مضبوط کر دی تھی، اس کو حکمت

عطا کی تھے اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی تھی۔ **وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ** اور ہم نے ان کی بادشاہی کو مستحکم کیا تھا **وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ** اور ان کو حکمت عطا کی تھی **وَفَصْلَ الْخِطَابِ** اور اللہ تعالی نے جھگڑے کی بات کا فیصلہ سکھایا تھا عام باتوں کا فیصلہ تو ہم کر لیتے ہیں جب کوئی جھگڑا ہو اور دونوں طرف جھگڑالو قسم کے لوگ ہو ان میں سے حق پر کون ہے یہ بڑی مشکل ہو جاتی ہے اللہ تعالی نے ان کو سکھایا تھا **وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ** اور ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیا **مِنَّا** اپنے پاس سے **فَضْلًا** بڑا فضل تو اس سے پھر کیا کیا باتیں سامنے آتی ہیں معمولی تھے خصوصی بن گئے بادشاہت مل گئی نبوت مل گئی حکمت دی پھر ان کی حکومت کو مضبوط بنایا پھر ان کو لوہے سے لباس بنانا سکھایا پھر اور کیا فضل اللہ تعالی نے کیا کہ پرندے اور پہاڑ ان کے ساتھ مسخر کر دیے تھے اور **وَفَصْلَ الْخِطَابِ** تو ہم نے اپنے پاس سے حضرت داؤد کو بڑا فضل عطا کیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بڑا فضل عطا کیا تھا اور فضل خداوندی میں کہتے ہیں علم اور حکمت عدل و انصاف کے ساتھ خدا ترسی اور بندگی ان کے اندر پائی جاتی تھی **يَا جِبَالُ** اے پہاڑوں یہ کون کہہ رہا ہے اللہ تعالی کہہ رہے ہیں اللہ تعالی نے پہاڑوں کو حکم دیا **يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ** اے پہاڑوں **أَوِّبِي** اختیار کرو یہ حکمیہ صیغہ ہے **(أ و ب)** سے ہے رجوع کرنا لوٹ کر آنا اور پھر شد بھی آگئی تو کیا کہا اللہ رب العزت نے کہ **أَوِّبِي** اے پہاڑوں تم تسبیح کرو تم رجوع کرو تم لوٹ کر آؤ تو لوٹ کر کہاں آنا ہے **مَعَهُ** اس کے ساتھ "**هُ**" کی ضمیر کس کے لیے ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تم حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوٹ کر آؤ تو حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی دی تھی ان کو بڑی خوبصورت آواز دی تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنی خوبصورت آواز میں زبور کی تلاوت کرتے تھے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے اب آپ دیکھیں امام **غزالی** رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اتنی پیاری آواز دی گئی تھی کہ جنگلی جانور اور پرندے آپ کی تلاوت سن کر آپ کے ارد گرد جمع ہو جاتے حضرت وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو بھی آپ کی آواز سنتا وہ جھومنے لگتا آپ ایسی سریلی آواز سے زبور کی تلاوت کرتے تھے کہ کسی کان نے ایسی آواز کبھی نہ سنی تھی آپ کی پرترنم آواز سن کر جن انسان پرندے اور مویشی مگن ہو جاتے تھے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت بڑی خوبصورت تلاوت تھی رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی تلاوت سنی تو ایک موقع پر فرمایا اسے حضرت داؤد علیہ السلام کی لحن میں سے حصہ ملا ہے یعنی لحن داؤدی کا ایک حصہ دیا گیا ہے۔ اور اس کے بارے میں کیا آتا ہے کہ خوبصورت آواز کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ بڑی تیزی سے تلاوت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام پر تلاوت آسان کر دی گئی تھی آپ گھوڑے پر کاٹھی ڈالنے کا حکم دیتے اور گھوڑا تیار ہونے سے پہلے زبور پڑھ لیتے اور آپ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے (یہ بخاری کی روایت ہے) اور ان کی یہ جو تلاوت ہوتی تھی اس میں تدبر اور خشوع بھی ہوتا تھا **وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (55-الاسراء)** اور ہم نے حضرت داؤد کو زبور عطا کی تھی تو گویا کہ اللہ تعالی نے ان کو بڑی خوبصورت اور اچھی آواز دی تھی وہ تلاوت کرتے تھے وہ تھے پیغمبر **يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ** لیکن ہم نے حکم دیا ہے پہاڑوں اس کے ساتھ رجوع کرو اس کی طرف لوٹ آؤ اس کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرو پہاڑ آپ دیکھیں سخت ہوتے ہیں مضبوط ہوتے ہیں اب پہاڑوں کو اللہ نے حکم دیا یہ امر تکوینی ہے ایک امر تشریعی ہوتا ہے آپ کو بتا چکی ہوں اور یہ امر تکوینی ہے اور یہ کائنات ساری جن اور انسانوں کو چھوڑ کر وہ امر تکوینی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اللہ نے جو کہہ دیا اس کو چھوڑ کر کچھ اور نہیں کرسکتے ہیں ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے نہ کرنے کا ان کو کرنا ہی ہے پہاڑوں کو اللہ نے حکم دیا کہ تم حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرو اور ان کی طرف رجوع کرو جب حضرت داؤد علیہ

السلام میرا ذکر کریں میری تسبیح کریں جب وہ زبور کی تلاوت کریں جب وہ میری حمد بیان کریں تو تم بھی ان کے ساتھ تسبیح کرو **أَوِّبِي** کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں **أَوِّبِي** یہاں پر یہ ترجیع کے معنی میں ہے **أَوِّبِي** یہ تاویب سے مشتق ہے، جس کے معنی دہرانے اور لوٹانے کے آتے ہیں۔ تو یہ رجوع کے معنی میں ہے ترجیع کے معنی میں ہے۔ ترجیع کے معنی ہوتے ہیں کسی کے سُر میں سُر ملانا اس کی آواز کو دہرانا اس کی ہم آہنگی اور ہمنوائی کرنا جب قرآن آپ پڑھتی ہیں آپ نے 30 جز ماشاءاللہ حفظ کیا جب آپ کی تجوید کی استاد آتی ہیں تو آپ کیا کرتی ہیں جیسے وہ پڑھتی ہیں آپ بھی ان کے ساتھ مل کر پڑھتی ہیں تو کیا ہے آپ ان کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرتی ہیں ان کی سُر میں سُر ملاتی ہیں۔ کوئی بڑی اچھی آواز میں گانا گا رہا ہو تب بھی آپ سر نکالتے ہوں گے تو کیا ہے اس کی لے میں شامل ہونا، ہم آہنگ ہونا، مل کر گانا شروع کر دینا اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ جا رہے ہیں کہیں بھی موسیقی چل رہی ہے موسیقی ویسے ہی شیطانی کام ہے اور اوپر سے کسی کی آواز بہت اچھی ہو تو لگتا ہے جسم کے انگ انگ نے گانا شروع کر دیا آواز بھی ساتھ آپ کی مل گئی ہے ایک عجیب قسم کا سرور محسوس ہوتا ہے اور اب بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ گانے سنتے ہوئے ہم کام اچھا کر سکتے ہیں۔ جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ اپنے کاموں کی رفتار بڑھاتے ہیں گاڑی چلاتے ہیں میری ایک شاگرد تھیں ڈاکٹر امریکہ میں Long Island میں اور مجھے بتاتی تھی ان کا روز کا سفر ایک گھنٹہ جانا تھا تقریبا اور ایک گھنٹہ آنا اور کہتی ہیں کہ دورۂ تفسیر جب ہوا تو میں نے ریکارڈنگ کر لی اور اپنے سفر کے دوران میں نے پورا قرآن سن لیا صبح ترتیب کے ساتھ میں لگاتی تھی۔ مزید پوچھ رہی تھیں اور کچھ تیار نہیں کیا تو آپ دیکھ لیں کہ کرنے والے کیا کیا کر لیتے ہیں کیسے ہم آہنگی اختیار کرتے ہیں بہرحال مقصد کیا ہے اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو دل کی نرمی دی تھی جو **حسن صوت** دیا تھا اور اس سے جو وہ زبور کی تلاوت کرتے تھے یا جو اللہ کا ذکر اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ شروع سورۃہوئی ہے **الحمداللہ** سے اور کہا کہ یہ جو آپ کو عطا کیا تھا اور جو آپ کرتے تھے اس کے ساتھ پہاڑوں کو بھی یہ حکم دیا تھا کہ جب میرا بندہ میری حمد اور تسبیح بیان کرے جب وہ زبور کی تلاوت کرے تم بھی اس کے ساتھ شامل ہو جانا **يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ** اے پہاڑو ں حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرو آپ صرف تصور کریں کہ وہ کیا نظارہ ہوتا ہوگا چشم تصور میں آپ اس بات کو لائیں کہ کیا سماں بندھتا ہوگا کہ حضرت داؤد علیہ السلام تلاوت کر رہے ہیں وہ اللہ کی حمد اور تسبیح بیان کر رہے ہیں اور پہاڑ بھی ساتھ کر رہے ہیں یعنی آپ سوچیں آپ پڑھ رہی ہوں آپ کے ساتھ کوئی ایک دواور لگ جائیں کتنا اچھا لگتا ہے اور اگر بہت زیادہ لوگ ساتھ شامل ہو جائیں تو انسان اپنے آپ کو بہت مضبوط سمجھتا ہے تو اسی طرح آپ دیکھیں سورۃص میں کہا **إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ (** 18۔ ص) وہ مسخر کر دیئے تھے اس کے ساتھ چلنے لگتے تھے اللہ کی تسبیح بیان کرنے لگتے تھے اور اونچی اونچی آواز میں اور یہ تسبیح ان کی دو طرح ہو سکتی ہے ایک تو یہ کہ حال سے اور ایک ہو سکتا ہے قال سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے اونچی آواز میں حضرت داؤد کرتے ہوں پہاڑ بھی کرتے ہوں آپ یہ بات تو پڑھ ہی چکیں کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے سورۃالانبیاء میں بھی ہے **وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ (79۔ الانبیاء)** تو دوسرا کیا ہے؟ جو کچھ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں وہ اس کی اطاعت کرتی جاتی ہے **وَالطَّيْرَ** اور پرندے اب آپ دیکھیں کہ ایک طرف اللہ نے سخت چیز کو آپ کا ہمنوا بنایا اور دوسری طرف اڑنے والے پرندے جہاں چاہیں وہ اڑ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا پرندوں کو بھی ہمنوا بنا دیا اور پرندوں کے بارے میں کیا آتا ہے کہ صرف پرندے ہی نہیں بلکہ درندے بھی جنگلی جانور بھی جنگلی پرندے بھی **مَحْشُورَةً** اکٹھے ہو جاتے تھے ہر طرف سے۔ ادھر آپ کی آواز نکلی اللہ

کی حمد اور تسبیح اور ادھر سے سارے اکٹھے ہوکے آپ کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو یہ تھی آپ کی خوش الحانی پہاڑوں اور پرندوں نے آپ کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کی وہ بھی آپ کے ساتھ تلاوت کرتے تھے تو یہاں پر جو بات پتہ چلتی ہے مثلاً آپ دیکھیں کہ آپ کسی کنوئیں میں کسی بڑے سے ہال میں آواز دیں اور آپ کی آواز پلٹ کر آپ کے پاس آئے اور اب پہاڑ بھی آپ کی آواز کو پلٹا رہے ہیں دہرا رہے ہیں اور پرندے بھی تو یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بڑی فضیلت اور خصوصیت ہے تو گویا کہ پرندوں کا آپ کی آواز پر ہوا میں جمع ہو جانا، ہوا میں رک جانا، ٹھہر جانا یہ معجزہ آپ کو عطا کیا گیا تھا اور پرندے کرتے کیا تھے؟ پرندے صبح و شام آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے جیسے قرآن میں آتا ہے **إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ()وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ (19. ص)** ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح و شام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اُس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ تو یہ ہے اصل بات پھر آپ دیکھیں کہ اس سے ہمیں عمل کااصول کیا پتہ چلتا ہے اللہ کے پسندیدہ عبادت گزار بندے تھے **(صحیحین** بخاری اور مسلم میں ہے**) مفہوم حدیث** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز تمام نمازوں سے زیادہ پیاری اور حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ سب روزوں سے پیارا آپ آدھی رات آرام کرتے تھے تہائی رات قیام کرتے تھے اور رات کا چھٹا حصہ پھر سو جاتے تھے آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے اور جب دشمن سے سامنا ہوتا تھا تو بھاگ نہیں جاتے تھے بہادری سے جہاد کرتے تھے **نِعْمَ الْعَبْدُ** کا لفظ آپ کے لیے آیا ہے بہت اچھے عبادت گزار تھے تو سب سے پہلے اس کا ذکر نمایاں طور پہ کیا **وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ** اور آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا **(ل ی ن)** لین سے ہے **قَوْلً لَيِّن** آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں تو بات بھی نرم ہوتی ہے لوہا بھی نرم ہوتا ہے تو لوہا جو نرم کر دیا یہ دوسرا معجزہ ہے اور یہ کیا تھا کہ لوہے کو موم کی طرح ان کے لیے نرم کر دیا گیا تھا جیسے عام طور پر لوہے کو نرم کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جاتا ہے یا ہتھوڑے یا کسی اور آلے سے اس کو پیٹا جاتا ہے کہ تھوڑا نرم ہو جائے لیکن یہاں پہ لوہے کو اس طرح نرم کر دیا گیا تھا **وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ** حدید **(ح د د)** سے ہے تیزی کی لئے آتا ہے ، حد ،نوک اور چاقو کی تیزی کے لیے بھی آتا ہے تو **حَدِيدَ** کیا ہے؟ یہاں پہ لوہے کے لیے ہے کہ ہم نے لوہا اس کے لیے نرم کر دیا تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے بہت نرم کر دیا گیا تھا ایسا نرم تھا کہ جیسے جس طرح سے چاہتے تھے اس کو اپنے ہاتھ میں موڑ لیتے تھے اور جیسے کپڑا ہے آپ کپڑے کو سیتی ہیں کاٹتی ہیں آپ اس کو اکٹھا کرتی ہیں تو کپڑا مڑتا چلا جاتا ہے جیسے آپ چاہتی ہیں اس طرح لوہا ان کے لیے نرم ہو جاتا تھا پھر وہ لوہے سے کرتے کیا تھے اللہ نے حکم دیا

آیت نمبر 11۔ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

ترجمہ۔ **اس ہدایت کے ساتھ کہ زرہیں بنا اور ان کے حلقے ٹھیک اندازے پر رکھ (اے آل داؤد علیہ السلام) نیک عمل کرو، جو کچھ تم کرتے ہو اُس کو میں دیکھ رہا ہوں**

أَنِ اعْمَلْ کہ آپ بنائیے **سَابِغَاتٍ (س ب غ)** اس کا مادہ ہے **سَابِغ** واحد ہے اور **سَابِغَاتٍ** اس کی جمع ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں جیسے کھلی زرہیں ایسی زرہیں جو بڑی بہترین ہوں اور **سَابِغَاتٍ** ڈھیلے ڈھالے لباس کو کہتے ہیں جو پورے جسم کو ڈھانک لے تو زرہ بھی لوہے کا لباس ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے کپڑے کا لباس اور زرہ کیا ہوتا ہے لوہے کا لباس جسے جنگ کے موقع پر سپاہی پہنتے ہیں تو ایسی ڈھیلی ڈھالی زرہیں بنائیں آپ **سَابِغَاتٍ (س ب غ)** کا لفظ کسی چیز کے اتمام اور کمال پر دلالت کرتا ہے

اس کے ساتھ اس کے اندر وسعت اور آسانی بھی پائی جاتی ہے تو آپ نے لوہے سے لباس تو بنانا ہے لیکن ایسا لباس جو کہ کھلی زرہیں ہوں ڈھیلا ڈھالا لباس ہو ساتھ ہی **وَقَدِّرْ (ق د ر)**کے معنی ہوتے ہیں اندازے سے لباس کی بناوٹ ہونی چاہیے۔ خاص طور پر کہا کہ اندازے سے یعنی ایک اندازے پر بنانا اور **السَّرْدِ** کے معنی ہوتے ہیں بُننا یا پھر یہ ہے کہ لوہے کے کنڈے وغیرہ جو ہیں اس کی جو کڑیاں ہیں ان کو صحیح طور پر اندازے سے جوڑنا، بنانا۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ زرہ بنانے میں اس کی کڑیوں کو متوازن اور متناسب بنائیں کوئی چھوٹی کوئی بڑی نہ ہو تاکہ وہ مضبوط بھی بنے اور دیکھنے میں بھی بھلی معلوم ہو اب مثلا آپ شلوار سیتی ہیں ایک پائنچہ چھوٹا اور ایک بڑا ہو آپ قمیض سیتی ہیں بازو چھوٹا بڑا ہو یا اگلا حصہ پچھلا حصہ فرق ہو جائے یا ٹھیک اس کی کٹائی میں یا سلائی میں اندازہ نہ ہو ایک لائن کدھر ہے ایک سلائی کدھر ہے تو صحیح نہیں ہوتا اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یہ جو لوہا آپ کے لیے نرم کر دیا گیا اور کہتے ہیں کہ ان کے لئے باقاعدہ نرم پگھلے لوہے کے چشمے نکل آئے تھے جتنا چاہیں اس کا استعمال کریں اور آپ عام طور پر جس لوہے کو گرما کر نرم کرتی ہیں اگر آپ اس کا استعمال نہ کریں کچھ دیر بعد وہ سخت ہو جاتا ہے یہ مستقل نرم ہی تھے دوسری بات جو خاص طور پر یہاں پہ کیا ہے کہ **سَابِغَاتٍ** جب آپ زرہ(لوہے کا لباس) بنائیں تو جب کڑیاں ملائیں ،جب کڑیوں کو جوڑیں ،جب لوہے کے حلقے آپس میں ملائیں تو **وَقَدِّرْ** ہونے چاہیے ان کے اندر ظاہری طور پر بھی خوشنمائی ہونی چاہیے ایک اندازے سے بنائیں اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے اندر بھی ایک کمال ہونا چاہیے ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی یہ نہیں کہ کوئی کڑی بڑی ہو اور کوئی چھوٹی ہو تو عمل کا اصول کیا ملا کہ آپ جب یہ صنعت کا کام کریں گے تو بعض لوگوں نے **وَقَدِّرْ** سے مراد یہ لی ہے کہ لوہے کی کڑیاں مناسب اندازے سے ہونی چاہیئں چھوٹی بڑی نہیں بعض لوگوں نے **وَقَدِّرْ** کے معنی کیا لئے ہیں کہ وقت کی مقدار طے کر لیں اب یہ نہ ہو کہ سارا وقت آپ یہی کام کرتے رہیں عبادت کے لیے بھی کچھ وقت نکالیں عبادت اور سلطنت کے جو دوسرے کام ہیں اس کے لیے بھی آپ وقت نکالیں اپنی عبادت اور معلومات حاصل کرنے کے لیے اپنے وقت میں سے کچھ وقت بچا لیں گویا کہ نظم وضبط ہونا چاہیے تو **وَقَدِّرْ** کے ایک معنی زرہ بناتے ہوئے صحیح اندازے میں بنانا دوسرے معنی وقت کی مقدار معین کر لیں کہ کتنا وقت آپ نے یہ لوہا سازی کا کام کرنا ہے لوہاری کا جو آپ کام کریں گے تو کتنا وقت اس میں آپ لگائیں گے اور آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہمیں کیا پتہ چلتا ہے کہ **ابن شعزب** کا کہنا ہے کہ آپ روزانہ ایک زرہ بنا لیتے تھے جو 6000 درہم کی بک جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ اور کمائیوں میں سے بہترین کمائی کیا ہے خود محنت کرنا۔ **اَلْکاسِبُ حَبِیبُ اللّٰہ۔** بہت سے لوگ ہیں مانگنے کی عادت پڑ جاتی ہے جس میں مرد بھی شامل ہیں عورتیں بھی شامل ہیں تو مانگ کر اپنی ضرورت اور چیزیں پوری کرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو محنت کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ "محنت میں عظمت ہے" اور یہ سبق ہم سب کو سیکھنا چاہیے اور وقت کا پیغمبر ہے بادشاہ بھی ہے اور آپ دیکھیں کہ پھر بھی وہ ہاتھ کی کمائی سے اپنا گزارہ کرتے تھے اور کھاتے پیتے تھے دوسری بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ کمائی میں اتنے مصروف نہیں ہیں کہ عبادت نہ کریں ساتھ ہی کہا **وَاعْمَلُوا صَالِحًا** اور عمل کرو صالح گویا کہ لوہے سے زرہیں بھی بنائیں محنت بھی کریں کام بھی کریں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیک عمل کرو **وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ** اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو میں دیکھ رہا ہوں تو کیا بات ہمارے سامنے آئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام جو کام کرتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ عمل صالح کرتے تھے اس لیے قرآن ان کو **نِعْمَ الْعَبْدُ (30- ص)** کے نام سے یاد کرتا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے

وَاعْمَلُوا صَالِحًا کا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو لوہے کو نرم کر دیا گیا اور آپ کو جو فضل عطا کیا پہاڑ اور پرندے جو آپ کے ساتھ رجوع کرتے ہیں ترجیع میں ہیں آپ کے ساتھ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنا فضل پا کر آپ بہک جائیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین میں فساد پیدا کرنے لگیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اترانے لگیں فخور بن جائیں تو برابر یاد رکھنا **إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ** جو کچھ تم کر رہے ہو میں اس کو دیکھتا ہوں اب آپ دیکھ لیں کہ کتنا خوبصورت انداز ہے کہ آپ اللہ تعالی کی مسلسل نگرانی میں ہیں کہ وقت کا بادشاہ ہے کیسے شکر ادا کرتا ہے کیسے بندگی کرتا ہے کیسے راتوں کو اٹھتا ہے کیسے تورات پڑھتا ہے کیسے اللہ کو کسی لمحے وہ بھولتا نہیں ہے

آیت نمبر 12۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ

ترجمہ۔ اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا، صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک ہم نے اُس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور ایسے جن اس کے تابع کر دیے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے اُن میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے

وَلِسُلَيْمَانَ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کون تھے؟ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے اور آپ دیکھیں کہ فضل کے اندر جو حضرت داؤد علیہ السلام کو ملا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی شامل ہیں اولاد بھی بہت بڑا اللہ کا فضل ہے اور خاص طور پر جب وہ نبی بھی ہو یعنی نیکوں میں ہو۔ نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے **وَلِسُلَيْمَانَ** اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور **الرِّيحَ** آپ کو پتہ ہے کہ یہاں پر رحمت کی ہوائیں مراد ہے **الرِّيحَ** کہ ہوائیں ان کے لیے مسخر تھی اور وہ چلتی تھی **غُدُوُّهَا** صبح کے وقت اور **غُدُوُّ** فجر اور سورج کے نکلنے کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں غدو ناشتے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے تو صبح کے وقت کتنی دیر چلتی تھی؟ **شَهْرٌ** ایک مہینہ تک **وَرَوَاحُهَا** اور وہ کتنی دیر شام کے وقت چلتی تھی **شَهْرٌ** ایک مہینہ تو صبح کے وقت بھی ایک مہینہ چلتی تھی اور شام کے وقت بھی ایک مہینہ چلتی تھی آپ سورۃالانبیاء میں اس کی تفصیل پڑھ بھی چکے ہیں تو گویا کہ ہوائیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر کر دی گئی تھیں تو اب ہمیں کیا پتہ چل رہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوائیں مسخر کر دی گئی تھی اور آپ دیکھیں کہ ہوائیں ایسا لطیف اجسام رکھتی ہیں اور پھر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مرضی کے مطابق چلتی تھی اور آپ کا جو کاروباری سفر تھا وہ ان کی وجہ سے آسان ہو جاتا تھا اور پھر بڑے بڑے جو آپ کے لشکر چلتے تھے تو اس رخ پر ہوائیں چلتی تھیں کہ اس کے ذریعے سے آپ کے لشکروں کا آنا جانا اور آپ کی تجارت بڑے عروج پر چلتی تھی **وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ** ۖ اور ہم نے **وَأَسَلْنَا** اور بہا دیا تھا (**س ی ل**) اس کا مادہ ہے کسی چیز کا بہنا **وَأَسَلْنَا** اور ہم نے بہا دیا تھا **لَهُ** اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے **عَيْنَ** کہتے ہیں چشمے کو اور **الْقِطْرِ** پیچھے آپ **قطران** بھی پڑھ چکیں تانبے کے لیے آتا ہے تو ہم نے تانبے کے چشمے ان کے لیے پگلا دئیے تھے، بہا دیئے تھے تو مفسرین کہتے ہیں کہ زمین سے چشمہ آپ کے لیے پھوٹ نکلا تھا جس میں پانی کی بجائے پگلا ہوا تانبہ ہوتا تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں تانبے کو پگلانے اور اس سے طرح طرح کی چیزیں بنانے کا کام اتنے بڑے پیمانے پر کیا گیا گویا کہ وہاں پہ تانبے کے چشمے بہہ رہے تھے تو

یہ مطلب ہے اب آپ دیکھیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پگلا ہوا لوہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پگلا ہوا تانبہ تو یہ کیا تھا یہ بھی اللہ کی نشانیاں تھیں معجزات تھے **وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ** اور جن **يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ** جو کام کرتے تھے ان کے ہاتھوں کے سامنے **بِإِذْنِ رَبِّهِ** اللہ کے حکم سے یعنی جن ان کے ایسے تابع کر دیئے تھے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جن ان کے مطیع تھے اور جن ایک پوشیدہ مخلوق ہے نظر نہیں آتی اور انسان اور جن دو مخلوقات ایسی ہیں جن سے اللہ تعالی حساب لے گا لیکن یہ جن کیا کرتے تھے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرتے تھے اور ان کے یہ ماتحت تھے مسخر تھے کیا کرتے تھے **يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ** کہ وہ اس کے آگے کام کرتے تھے گویا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جتنے بھی تعمیری کام ہوئے تمدنی کام ہوئے اصلاحی کام ہوئے جس بھی کام کی آپ کو ضرورت پیش آتی تھی تو جنات جو آپ کے لیے مسخر تھے اور آپ کے سامنے کام کرتے تھے اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انہی کی وجہ سے کام کرتے تھے بات کیا ہے **بِإِذْنِ رَبِّهِ** اس کے رب کے حکم سے تو جتنے بھی شاندار تعمیری کام ہیں یا تمدنی کام ہیں یا جو کچھ بھی کام حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑے بڑے انجام دیئے ہیں وہ سارے کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ان کا ماتحت کر دیا تھا تو ان کا اپنا کوئی معجزہ یا کرامت نہیں تھی **بِإِذْنِ رَبِّهِ** اس کے رب کے حکم سے سورۃالبقرہ میں آپ یہ پڑھ چکی ہیں **وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے کوئی کفر نہیں کیا تھا جنوں سے کوئی غلط کام نہیں لیا تھا جیسے آج کے دور میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جن ہمارے ماتحت ہیں اور وہ ان کو کوئی فاسد مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃالبقرہ میں بتا دیا کہ جن ان کے مسخر تھے لیکن **وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ (102- البقرہ)** حضرت سلیمان علیہ السلام نے کوئی کفر نہیں کیا تھا جنوں سے کوئی غلط کام نہیں لیا تھا تو آپ نے ان سے تعمیری کام لئے **وَمَنْ يَزِغْ** اور جو کوئی سرتابی کرتا **مِنْهُمْ** ان سے **عَنْ أَمْرِنَا** ہمارے حکم سے یعنی ان میں سے جو ہمارے حکم کی نافرمانی کرتا آپ دیکھ لیں گی **يَزِغْ (ز ی غ)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں ٹیڑھ جیسے کوئی شخص سیدھا کھڑا ہوا ہو پھر ایک جانب مائل ہو جائے حالتِ استقامت سے ایک جانب مائل ہونا اس کے لیے **زَيَغْ** آتا ہے آپ نے وہ دعایاد کی نا **رَبَّنَا لا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (8- آل عمران)** پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے رستہ پر لگا چکا ہے، تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔ سیدھا کام کرتے کرتے پھر دل کے اندر شرک کے جذبات احساسات نہ پیدا ہو جائیں بدگمانی حسد نہ پیدا ہو جائیں اور یہ دعا اور یہاں پہ کیا کہا **وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ** اور ان میں سے جو کوئی پھرے گا ٹیڑھ اختیار کرے گا **عَنْ أَمْرِنَا** ہمارے حکم سے یعنی ان جنوں میں سے جو بھی ہمارے حکم سے انکار کرے گا ہماری اطاعت سے نکلے گا **نُذِقْهُ** کہ ہم چکھائیں گے اس کو **مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ** تو ہم اسکو بھڑکتی ہوئی آگ کا مزا چکھائیں گے تو جن مزدوروں کی طرح کام کرتے اور پھر کیا ہے کہ آپ کی ماتحتی میں انسان بھی تھے جن بھی تھے تو جن ایسے کام کرتے تھے جیسے قلی کام کرتے ہیں مزدور کام کرتے ہیں اب سوچیں جن ایسے کام کرتے تھے اور آپ کی اطاعت پر مجبور تھے اگر وہ ذرا بھی سرکشی دکھاتے تو آگ میں جھونک دیے جاتے کہتے ہیں کہ ان جنوں پر اللہ تعالی نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوتا جو جن حضرت سلیمان علیہ السلام کی نافرمانی کرتا یہ فرشتہ اس کو کوڑا مار کر جلا دیتا تھا **وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ** اور جو کوئی ان میں سے نافرمانی کرتا ٹیڑھ اختیار کرتا **عَنْ أَمْرِنَا** ہمارے حکم کی اور ہمارے حکم سے مراد کیا ہے؟ یعنی اللہ تعالی نے حکم دیا تھا نا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کریں تو اگر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکم کی نافرمانی کرتا تو کیا ہوتا **نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ**

السَّعِيرِ تو ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزا چکھا دیتے اسی وقت سزا دے دیتے اور آخرت میں تو ملے گی ہی۔

آیت نمبر 13۔ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ

ترجمہ۔ وہ اُس کے لیے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا، اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں اے آلِ داوٗدَ، عمل کرو شکر کے طریقے پر، میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں

وہ بناتے تھے اس کے لیے **مَا يَشَاءُ** جو وہ چاہتا اب آپ دیکھئے یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ جن حضر ت سلیمان علیہ السلام کے لیے وہ سب کچھ بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتے تھے جو وہ حکم دیتے تھے جو وہ چاہتے تھے جو ان کی خواہش ہوتی تھی جنوں کی یہ مجال نہیں تھی کہ وہ انکار کریں یا پھر وہ آپ کا حکم بجا نہ لائیں آپ صرف تصور تو کریں جیسے کہتے ہیں نا کہ اس کے پاس تو انگوٹھی ہے الہ دین کا چراغ ہے تو اس کے پاس جن تھا آپ نےکہانیوں میں یہ بات پڑھی تو جو کہا تو اس نے وہ کر دیا اب یہاں پہ آپ اس بات کا اندازہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا نوازا تھا اتنا نوازا تھا کہ جن ان کے سامنے اس طرح حاضر رہتے تھے جیسے کہ سورج اور چاند مسخر ہیں اور سورج اور چاند کیا کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اطاعت کرتے ہیں تو جن وہ ان کے سامنے اطاعت کرتے تھے مسخر تھے اور ان کی خدمت کرتے رہتے تھے تو گویا کہ جن ان کی اطاعت کرتے تھے **يَعْمَلُونَ لَهُ** وہ اس کے لیے بناتے تھے **مَا يَشَاءُ** جو وہ چاہتا جو حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تو اب مزید کچھ کاموں کی تفصیل ہے **مَا يَشَاءُ** میں سے کچھ کاموں کی تفصیل **مِنْ مَحَارِيبَ** سے اور **(ح ر ب)** مادہ ہے اور **محراب** کی جمع ہے اور مکان کے اشرف اور عالی حصے کے لیے بولا جاتا ہے بادشاہ اور بڑے لوگ جو اپنے لیے حکومت کا کمرہ بناتے ہیں اس کو بھی محراب کہتے ہیں اس کے علاوہ مسجد کے اندر بھی ایک محراب ہوتی ہے اور حرب کے معنی کیا ہوتے ہیں جنگ کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسے دوسروں سے بچنے کے لیے دوسروں کی رسائی سے محفوظ رکھنے کے لیے جو جگہ ہوتی ہے اس کو محراب کہا جاتا ہے تو مسجد کی محراب کیا ہے؟ کہ شیطان سے ایک جنگ ہو رہی ہوتی ہے اور بادشاہ کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی لڑائی کرے تو محرابوں میں چلے جاتے تھے بادشاہوں کا مخصوص حصہ جہاں جا کے وہ پناہ لے لیتے تھے تو مساجد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے یہ لفظ اور اس کے علاوہ بادشاہ کے لیے جو خاص جگہ بنائی جاتی ہے تو اس کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو بہرحال **مَحَارِيبَ** کا لفظ جو ہے کوٹھیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مضبوط محل اور محراب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے تو اب وہ ان کے لیے کیا بناتے تھے؟ اونچی عمارتیں۔ محراب سے مراد کیا ہے؟ ایسی عمارتیں جو بڑی اونچی ہیں بڑی عالیٰ ہیں بہت مضبوط ہیں پھر دوسرا ہے **وَتَمَاثِيلَ** جو ہے یہ **تمثال** کی جمع ہے **(م ث ل)** اس کا مادہ ہے اور تمثال کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کی یامصور کی کندہ کی ہوئی صورت، کسی چیز کی شبیہ جو بنائی جائے اس کو تمثال کہتے ہیں یا اس کے پیکر اور مجسمے کو تمثال کہا جاتا ہے تمثال ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی قدرتی شئے کے مشابہ بنائی جائے قطع نظر اس کے کہ کوئی وہ انسان ہو، حیوان ہو، درخت ہو، پھل ہو، دریا ہو ،پھول ہو، یا بے جان چیز ہو تو **وَتَمَاثِيلَ** کیا ہے؟ **تمثال** نام ہے ہر اس مصنوعی چیز کا جو اللہ کی بنائی ہوئی چیز کے ماند بنائی گئی ہو اور **تمثال** اس تصویر کو کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز کی صورت کے

مماثل بنائی گئی ہو خواہ جاندار ہو یا بے جان ہو اچھا تو **تمثال** سے پھر کیا بات سمجھ میں آئی کہ جن ان کے لیے تصویریں بناتے تھے **تمثال** بناتے تھے شبیہ مجسمے بناتے تھے اچھا بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جو **تَمَاثِیلَ** بنائی جاتی تھیں وہ ضرور انسانوں اور حیوانوں کی تصویریں یا مجسمے ہوں گے جو بنائے جاتے تھے تو یہ بات غلط ہے آپ ایک بات یاد رکھیں کہ نمبر 1۔ پچھلی شریعتوں میں بھی تصویریں بنانا اسی طرح ممنوع تھا جیسے کہ ہمارے لیے تصویریں بنانا ممنوع ہے اور ان کے لیے بھی انسانی اور حیوانی مجسمے اور تصویریں بنانا اسی طرح حرام تھا جیسے امتِ محمدیہ ﷺ کے لیے حرام ہے مثلا آپ دیکھیں تورات میں ہمیں کیا ملتا ہے کہ تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین میں یا زمین کے نیچے پانی میں ہے(یہ بابِ خروج میں ہے پھر اسی طرح احبار میں ہے) تم اپنے لیے بت نا بنانا اور نہ تراشی ہوئی مورت یا لاٹ اپنے لیے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں کوئی شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو(پھر اسی طرح استثناء میں ہے) تم بگڑ کر کسی شکل یا صورت کی کھودی ہوئی مورت اپنے لیے بنالو جس کی شبیہ کسی مرد یا عورت یا زمین کے کسی حیوان یا ہوا میں اڑنے والے کسی پرند یا زمین میں رینگنے والے جاندار یا مچھلی سے یا زمین کے نیچے جو پانی میں رہتی ہو اس سے ملتی ہو تو(اسی طرح ان کی استثناء باب 27 میں ہے) کہ لعنت اس آدمی پر جو کاری گری کی صنت کی طرح کھودی ہوئی یا ڈھالی ہوئی مورت بنا کر جو خداوند کے نزدیک مکروہ ہے اس کو کسی پوشیدہ جگہ میں نصب کر لے۔ تو آپ دیکھ لیں کیا بات پتہ چلی کہ جو بنی اسرائیل کے لوگ تھے ان پر بھی جاندار چیزوں کی مورتیں بنانا یا مجسمے بنانا حرام تھے خواہ وہ انسان کے ہوں یا جانوروں کے ہوں اور ہمارے لیے بھی یہی بات ہے پھر آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ پھر وہ کیا بناتے تھے؟ **وَتَمَاثِیلَ** ، اس سے کیا مراد ہے؟ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ بناتے ہوں گے ہو سکتا ہے کہ پھول پتیاں قدرتی مناظر اور مختلف قسم کے نقش ونگار جن سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی عمارتوں کو سجایا ہوگا اپنی عمارتوں کو آراستہ کیا ہوگا تو جیسے دریا پہاڑ جو بھی ایسی چیزیں ہیں تو ایسی چیزیں وہ بنایا کرتے تھے اچھا اب یہاں پر یہ بات بھی ہم سمجھتے چلے جائیں کہ جاندار چیزوں کی تصویریں بنانا یہ اسلام میں قطعی حرام قرار دیا گیا ہے **مفہوم حدیث** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی کرتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں ایک کلیسا دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں اس کا ذکر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب ان میں کوئی صالح شخص فوت ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد وہ اس کی قبر پر ایک عبادت گاہ بناتے اور اس میں یہ تصویریں بنا لیا کرتے تھے یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین خلائق قرار پائیں گے۔ (اور یہ حدیث ہے بخاری کی اور مسلم کی)۔ پھر ایک اور **مفہوم حدیث** ہے (یہ بخاری کی ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے مصور پر لعنت فرمائی ہے پھر اسی طرح ایک اور **مفہوم حدیث** ہے (اور یہ بھی بخاری اور مسلم کی ہے) کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مکان کے اوپر ایک مصور تصویریں بنا رہا ہے اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کے ماند تخلیق کی کوشش کرے یہ لوگ ایک دانہ یا ایک چیونٹی تو بنا کر دکھائیں۔ پھر اسی طرح ہمیں اور بھی بہت سے احادیث ملتی ہیں جس میں سے ایک **حدیث** میں آپ کے سامنے اور رکھتی ہوں(یہ بھی بخاری کی ہے) کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جو لوگ تصویریں بناتے ہیں ان کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ

جو کچھ تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو۔ پھر آپ دیکھئے کہ(یہ حدیث بھی بخاری کی ہے)حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں ایک بار رسول اللہ ﷺ **میرے** ہاں تشریف لائے اور میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویر تھی آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے اس پردے کو لے کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا قیامت کے روز سخت ترین عذاب جن لوگوں کو دیا جائے گا ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی تخلیق کے ماند تخلیق کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پہ اس چیز سے منع فرما دیا کہ گھر میں تصویر رکھی جائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص تصویر بنائے۔ پھر (یہ بخاری کی روایت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملائکہ کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا پلا ہوا ہو اور نہ ایسے گھر میں جس میں تصویر ہو۔ پھر (اسی طرح بخاری اور مسلم کے ایک اور حدیث ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ کے پاس آنے کا وعدہ کیا مگر بہت دیر لگ گئی اور وہ نہ آئے آپ ﷺ کو اس سے پریشانی ہوئی اور آپ ﷺ گھر سے نکلے تو مل گئے آپ نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ تو آپ نے وہ حدیث سنی کہ تصویر والا پردہ لگایا ہوا تھا بہرحال مجسمے بنانا یا تصویریں بنانا یہ چیز ٹھیک نہیں ہے اچھا پھر آپ دیکھیں کہ تصویروں کو کسی بھی نمایاں جگہ پر نہیں رکھنا چاہیے لٹکانا نہیں چاہیے غیر ضروری طور پر تصویریں بنانا ہی نہیں چاہیے۔ یہ ضروری چیزیں نہیں ہے کہ دلہن بنیں تو تصویر بنالی ہے۔ ہاں جیسے پاسپورٹ کا مسئلہ ہے یا immigration کا مسئلہ ہے بعض چیزوں میں مجبوری ہے تو الگ بات ہے یعنی مجبوری میں رخصت ہے لیکن روز مرہ کی زندگی میں تصویروں سے ہمیں بچنا چاہیے بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے البم بنانا سجانا رکھنا پوز بنا بنا کر اور پھر گھروں میں دیواروں پر وہ لگاتے ہیں سجاتے ہیں مثلاً آپ دیکھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ وہ جو تصویر دار کپڑا تھا، پردے والا کہتی ہیں جب میں نے پھاڑ کر اس سے گدا بنا لیا تو حضور نے اسے بچھانے سے منع نہ کیا اس کے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اس میں پھر رخصت تھی ایک تو لٹکایا ہوا تھا نمایاں جگہ پر سجایا ہوا تھا اب وہ گھر میں کپڑا آ چکا تھا تو اب انہوں نے کیا کیا کہ گدا یعنی اس کے اوپر لیٹا جا رہا ہے تو پھر آپ اس پر خاموش رہے اس کا یہ نہیں مطلب کہ ہم پھر ضرور تصویروں والے ہی کپڑے خریدیں بلکہ کوشش کرنی چاہیے کہ جو قدرتی مناظر ہیں پھولوں کی اور پھلوں کی تصویریں ہیں اس طرح کی چیزیں ہم استعمال کریں اچھا پھر اسی طرح ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ذلت کے ساتھ فرش پر رکھ دیا جائے پامال کیا جائے تو قابل برداشت ہے یہ چیز بھی پسندیدہ نہیں ہے بحرحال آج کل جو تصویر کشی اور مجسمہ سازی کا فن جسے انسان انسانیت کا قابل فخر کمال سمجھتا ہے اور مسلمانوں میں بھی یہ چیز بڑی رواج پا رہی ہے تو یہ چیز صحیح نہیں ہے ہمیں ضرور اس بات پر سوچنا چاہیے ایک چیز ہے کہ عمل کی رخصت اور ایک چیز ہے کہ اس کو فن بنا دیا جائے اس کو ثقافت بنا دیا جائے دونوں میں بڑا فرق ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں سے کہا ہم تمہارے کلیسوں میں اس لیے داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصویریں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ گرجے میں نماز پڑھ لیتے تھے مگر کسی ایسے گرجے میں نہیں جس میں تصویریں ہوں(یہ بخاری کی دونوں روایتیں ہیں) اسی طرح حضرت **ابو الهيّاج اسدی** کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے کہ کیا میں تمھیں نہ بھیجوں اس مہم پر جس پر رسول اللہ نے مجھے بھیجا تھا اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی مجسمہ نہ چھوڑو جسے توڑ نہ دو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو جسے زمین کے برابر نہ کر دو اور کوئی تصویر نہ چھوڑو جسے مٹا نہ دو۔ تو اس سے پھر ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جاندار چیزوں کی تصویریں بنانا حرام ہی نہیں سخت حرام ہے اور کبیرہ

گناہوں میں سے ہے پھر اب نمبر 2- بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے کہ جہاں اگر مجبوری ہے جیسے پاسپورٹ ہے یا شناختی کارڈ ہے تو وہاں پہ ہمیں رعایت ملتی ہے کہ وہاں پہ ہم بنا سکتے ہیں جہاں پہ مجبوری ہے لیکن بغیر مجبوری کے شوقیہ اس کام کو پالنا نہیں چاہیے بعض لوگ جو ہیں وہ فوٹو اور ہا تھ سے بنائی ہوئی تصویر میں فرق کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو مفسرین کہتے ہیں کہ شریعت تصویر کو حرام کرتی ہے نہ کہ تصویر سازی کے کسی خاص طریقے کو جو یہ کہتے ہیں کہ تصویر کی گنجائش ہے مجسمہ سازی کی یا ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر کی گنجائش نہیں ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جو تصویر ہے ایسے ہی جیسے شیشے کے سامنے آپ کھڑے ہوئے آپ شیشے کے سامنے سے ہٹے تو تصویر ہٹ جاتی ہے ختم ہو جاتی ہے تو جیسے جو ویڈیو بنتی ہیں یا تصویر ہے تو یہ بھی فرق ہے کہ گویا کہ ایک عکس ہوتا ہے تو اس لیے اس میں کچھ رعایت ہے لیکن مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حرمت جو تصویر کی ہے اور تصویر سازی کی ہے اس کا حکم شرک اور بت پرستی سے روکنے کے لیے کیا گیا ہے کیوں اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیا؟ اس لیے کہ پہلے زمانے میں بھی کیا تھا کہ جو نیک لوگ مر گئے تھے تو لوگوں نے اس کے مجسمے بنا کر رکھ لیئے تھے پھر وقت گزرا تو پھر انہی کی انہوں نے پوجا شروع کر دی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں مجسمہ سازی کا آغاز ہوا تو ایک بات تو یہ ہے اچھا پھر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اچھا اب تو تصویروں کی لوگ پوجا نہیں کرتے تو اس کا مطلب کہ آپ بنا سکتے ہیں تو ایک بات آپ یاد رکھیے گا جیسے عیسائی ہیں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہ السلام کی ان کی تصاویر اور مجسموں کی آج بھی وہ پوجا کرتے ہیں تو ہمارے ہاں کروڑوں بت پرست مشرکین دنیا میں موجود ہیں اور جو مجسمے بنا کر جیسے ہندو ہیں مندر مورتیاں بنائی ہوئی ہیں تو پوجا پارٹ کرتے ہیں اسی طرح بعض لوگ بادشاہوں کی آمریت پسند سیاسی لیڈروں کے مجسمے بناتے ہیں ان کو پھر باکثرت استعمال کرتے ہیں اب دیکھیں عراق میں صدام حسین کےکتنے مجسمے تھے تو ایک بات آپ یاد رکھیں کہ اسلام جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو جو راستے اس طرف جاتے ہیں اسلام ان کو بھی منع کر دیتا ہے تو گویا کہ جو بات پھر ہمیں یاد کرنے والی ہے وہ کیا ہے مثلاً شراب حرام ہے تو اب یہ نہیں کہ اتنی تو جائز ہے تھوڑی سی مقدار میں پیئں تو حلال ہے زیادہ حرام ہے تھوڑی مقدار بھی شراب کی حرام ہے ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کر دے وہ حرام ہے ہے نا تو کیونکہ اس طرح کوئی حد نہیں رہتی کہ کتنی پیئیں تو کتنی نا پیئیں بالکل اس کو حرام کر دیا گیا تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جاندار جو چیزیں ہیں ان کی تصویریں بنانا حرام قرار دیا ہے اور بہرحال اگر کوئی مجبوری کے لیے بنائے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ کب اور کہاں کتنی بنانی ہے اور بھی آپ بہت سی احادیث پڑھ سکتی ہیں اور کجا کہ دلہن کی تصویریں جو کھنیچی تھیں اور ہم نے بیٹھک میں سجائی ہوئی ہیں اور میاں بیوی کی خاص انداز میں تصویر ہے اور ہم نے اپنے کمرے میں رکھی ہوئی ہے بیڈ روم میں بھی ہر طرح کے لوگ آتے ہیں بیٹھک میں بھی ہر طرح کے لوگ آتے ہیں پھر ہمارے Albums ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ یادگار ہے۔ یاد رکھیں یادگار عملِ صالح ہیں۔ یادگار کیا ہے؟ حسنِ عمل اچھے عمل کرنا میں اور آپ جب ہم تیار ہوئے بڑے اچھے لگ رہے تھے لیکن جوانی کو زوال ہے مجھے اور آپ کو جب زوال ہے تو پھر تصویریں رکھ بھی لیں گے تو پھر کیا ہوگا آئیے ایسے poses کو انمٹ کر دیں اور کائنات تو ہماری تصویریں لے ہی رہی ہیں ہمارے اچھے poses کی بھی اور برے poses کی بھی تو وہاں **وَتَمَاثِيلَ** اور تصویریں اور **وَجِفَانٍ** یہ **جَفْنَةٌ** کی جمع ہے اور **(ج ف ن)** اس کے معنی ہوتے ہیں جیسے کھانے کا برتن لگن تھال وغیرہ تو جو یہ کھانے کے برتن ہوتے تھے جو لگن وہ کتنے بڑے ہوتے تھے **كَالْجَوَابِ** (ج ب ی) (ج ب و) جیسے حوض کی طرح آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہے تو **الْجَوَابِ** کے معنی کیا ہیں تالاب یا حوض کی طرح۔ **اَلْجَوَابِ** " اصل میں " **اَلْجَوَابِيْ** " ہے جو " **جَابِيَةٌ**" کی جمع

ہے تو ان کے جو تھال اور لگن ہوتے تھے وہ حوض جتنے بڑے بڑے ہوتے تھے۔ آپ تصور کریں کہ اتنے بڑے بڑے حوض جتنے لگن تیار کیے جاتے تھے جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے بناتے تھےکیونکہ ان کے پاس لشکر تھے بڑے بڑے لشکر **وَقُدُورٍ قِدْر** سے ہے اور **قُدُور** جمع ہے **قِدْر** واحد ہے ہانڈیوں کو کہتے ہیں ہانڈیاں، دیگیں تو جو ان کی دیگیں ہوتی تھی اور جو ہانڈیاں ہوتی تھی وہ کیسی ہوتی تھیں؟ **وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ (ر س و)** سے ہے اس کے دو معنی ہیں اس کے ایک معنی تو ہیں کہ ایسی دیگیں ہوتی تھیں جو کہ گڑی ہوئی تھیں گڑی ہوئی مطلب کیا ہے جیسے پہاڑوں کے لیے آپ نے **رَوَاسِيَ** لفظ پڑھا ہے پہاڑ **رَوَاسِيَ** جمے ہوئے گڑے ہوئے زمین کے اندر جن کی جڑیں گئ ہوئی ہیں تو ان کی جو دیگیں تھیں وہ پہاڑوں کی طرح جمی ہوئی تھیں تو بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ پہاڑوں کو تراش کر دیگیں بنائی جاتی تھیں اتنی مضبوط۔ اور پہاڑوں کی طرح وہ جمی ہوئی ہوتی تھیں کہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ وہ منتقل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اتنی بڑی بڑی دیگیں کون بناتا تھا ؟ جن بناتے تھے دوسرے اس کے معنی ایک اور بھی ہیں اور وہ معنی کیا ہیں کہ دیگیں وہ چڑھی رہتی تھیں **رَاسِيَاتٍ** چڑھی رہتی سے مراد کیا ہے؟ جیسے چولہے پر قائم رہتی تھیں ہر وقت دیگ پکتی رہتی تھی گویا کہ چولہوں پر دیگیں نصب رہتی تھیں بیک وقت منوں کے حساب سے ان کے پاس کھانا پکتا تھا دیگیں تراشی جاتی تھیں بنائی جاتی تھیں پھر دیگیں پکتی رہتی تھیں پہاڑوں کی طرح جمی ہوئی تھیں کہ ان کو ادھر سے ادھر منتقل کرنا مشکل تھا آپ سوچیں کہ یہ ان کے لیے کون کرتا تھا ؟ جن کرتے تھے **وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ** اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں یعنی گویا کہ اگر آپ یہ معنی لیں کہ وہ پہاڑوں کی طرح نہ ہٹنے والی تھیں تو گویا کہ بہت بھاری تھیں پہاڑوں کی طرح وہ جمی ہوئی تھیں نصب تھیں بڑی مضبوط دیگیں بنائی جاتی تھیں اور پہاڑوں کو تراش کر اگر بنائی ہیں تو پہاڑ کتنے بڑے ہوتے ہیں تو ہزاروں آدمی ان کے پاس کھانا کھاتے تھے بڑی مضبوط دیگیں اگر آپ یہ معنی لیں کہ دیگیں ہر وقت چڑھی رہتی تھیں تو مطلب یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے ان کی ہاں بڑے پیمانے پر مہمان نوازی ہوتی تھی بڑے بڑے حوض جیسے ان کے لیے لگن تھے بڑے بڑے برتن تھے جو حوض کی طرح تھے کہ ان میں لوگوں کے لیے کھانا نکال کے رکھا جائے گویا کہ **وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ** کے معنی کیا ہیں کہ حوضوں کی طرح پلیٹیں تھیں اور جن دیگوں میں کھانا پکتا تھا پہاڑوں کی طرح جمی ہوئی اور بھاری دیگیں اس لیے بنائی گئی تھیں کہ بیک وقت ہزاروں آدمیوں کا کھانا پک سکے **اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا** اے آل حضرت داؤد شکر کرو اے آل حضرت داؤد عمل کرو اور شکر کے طریقے پر۔ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں تو آپ دیکھ لیجئے یہاں پھر ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اب کیا بات بتائی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنا نوازا گیا تھا جن ان کے لیے قلیوں کی طرح مزدوروں کی طرح کام کرتے جو کچھ وہ چاہتے عمارتیں بناتے تصویریں بناتے قدرتی مناظر کی پھولوں کی پھلوں کی **وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ** اور حوض کی طرح ان کے پاس لگن، پلیٹیں تھیں کھانے کے برتن جس میں وہ لوگ کھا سکیں جو بھی ان کے لشکر ہوتے تھے پہاڑوں کی طرح جمی ہوئی ہر وقت چولہے پر چڑھی رہتی تھی اب اس کے ساتھ ہی جو اہم بات ہے وہ کیا ہے؟ **اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا** کہ اے آل حضرت داؤد شکر کرو کہ فضل اور انعام کا حق کیا ہے؟ کہ جب اتنی ترقی اور اتنا کچھ اللہ نے آپ کے لیے مسخر کر دیا تو اب کیا بات کہی کہ آل حضرت داؤد شکر کرو۔ تو اصل چیز کیا ہے کہ **اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا** اب حضرت داؤد علیہ السلام کا نام کیوں لیا گیا بات ہو رہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تو اصل میں اے سلیمان اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنا تم حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد ہو حضرت سلیمان علیہ السلام اب کیا کرنا یہاں پر اللہ کی شکر گزاری میں اپنے باپ کے نقش قدم کی پیروی کرنا کہ اس نے حشمت پائی عظمت پائی حکومت پائی بڑا کچھ

ورثے میں پایا **وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ** اور سب کچھ میں نے کیوں دیا تھا؟ اس شکر گزاری کے صلے میں اس کو عطا کیا تھا تو آپ بھی شکر کرنا ساتھ ہی کہا **وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ** کہ میرے بندوں میں کم لوگ شکر ادا کرتے ہیں۔ میرے اور آپ کے لیے عمل کا کیا اصول نکلا؟ تنبیہ ہے ڈراوا ہے کہ شکر کی راہ کوئی آسان راہ نہیں ہے نہایت کٹھن راہ ہے اللہ جب اپنی نعمتوں کی بارش کرتا ہے تو نعمتوں کو پا کر حق ادا کرنے والے بہت تھوڑے نکلتے ہیں زیادہ ایسے نکلتے ہیں جو نعمتوں کو پا کر باغی اور نافرمان ہو جاتے ہیں جو نعمتوں کی رو میں بہہ جاتے ہیں۔ تو یہاں پہ حکمتِ دین کا ایک نکتہ سامنے آرہا ہے کہ صبر اور شکر میں سے زیادہ مشکل امتحان شکر کا امتحان ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک قول ہے" وہ یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا آسان ہے پر دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہوسکتا"۔ یعنی اللہ کا شکر گزار بنے گا تو اللہ کی نعمتیں اس کو ملیں گیں تو یہاں پہ کیا بات بتائی گئی ہے کہ جن مسخر تھے تو ان سے وہ غلط کام لیں بلکہ کیا ہے کہ **اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ** اے آل داؤد شکر ادا کرو اور یہاں پہ کیا کہا گیا ہے کہ نعمتوں کا اور اللہ نے جو اپنا فضل ان کو عطا کیا تھا انعام عطا کیا تھا ان کا ذکر کر کے کیا کہا کہ ان کے اہل و عیال کو بھی شکر گزاری کا حکم دیا۔ سب کو شکر گزاری کا حکم دیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اور اس کے ساتھ کس کو شکر گزاری کا حکم دیا؟ **آلَ دَاوُودَ** ساری اولاد کو جو بھی ان کے ساتھ ہے سب اللہ کا شکر ادا کریں۔ اچھا شکر کی حقیقت آپ اور میں اب تک بہت پڑھ چکے بار بار پڑھا لیکن بار بار اللہ کلام میں اس کا ذکر کرتا ہے تو کرنا کیا ہے کہ میں اور آپ شکر ادا کریں اور شکر کی حقیقت کیاہے؟ نمبر 1۔ اعتراف کرنا جو کچھ ہے اللہ کا دیا ہے اللہ ہی منعم ہے پھر نمبر 2۔ پھر اللہ کی اطاعت و مرضی میں نعمتوں کو استعمال کریں نمبر 3۔ اللہ کی مرضی کے خلاف نہ استعمال کریں۔ اعتراف نہیں ہوگا تو اطاعت نہیں ہوگی تو سب سے پہلے ضروری ہے ہم اعتراف کریں اللہ نے بہت سے دن اچھے بھی دیئے اگر آج برفباری کے دن ہیں اب ہر وقت برف کا رونا نہ روتے رہیں بہت سے دن جوانی کے گزرے بھاگا کرتے تھے کام کیا کرتے تھے اگر آج بڑھاپا ہے تو بڑھاپے کو ہر وقت برا بھلا نہ کہتے رہیں۔ شوہر کی نوکری اچھی تھی بڑے اچھے دن تھے اگر آج نوکری نہیں ہے تو ہر وقت یہ رونا نہ روتے رہیں کہ شوہر کی نوکری نہیں ہے۔ بہت سے دن صحت کے گزرے اگر آج بیماری ہے تو آپ ناشکری کی پٹی نہ باندھ لیں میں بڑی مجبور ہوں حالات بڑے خراب ہیں۔ گھر میں کچھ ہے ہی نہیں کیا کھائیں کیا پہنیں ہر وقت ایک ہی رونا ناشکری ناشکری۔ ناشکری سے حالات بدل نہیں جاتے انسان کا اپنا قد چھوٹا ہو جاتا ہے انسان کم ظرف ہو جاتا ہے تو زبان سے شکر، عمل سے شکر اور حضرت ابوعبدالرحمن اسلمی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نماز شکر ہے، روزہ شکر ہے اور ہر نیک کام شکر ہے، اور حضرت **محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ** نے فرمایا کہ شکر تقویٰ اور عمل صالح کا نام ہے **اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ** اس کا مطلب کیا ہے؟ باتوں کا شکر نہیں عملی شکر ادا کرو اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے گھر والے اس لیے کیا کرتے تھے اس حکم کی تعمیل حضرت داؤد اور حضرت سلیمان (علیہما السلام) اور ان کے خاندان نے قول و عمل دونوں سے اس طرح کی کہ ان کے گھر میں کوئی وقت ایسا نہ گزرتا تھا جس میں گھر کا کوئی فرد اللہ کی عبادت میں نہ لگا ہوا ہو۔ افراد خاندان پر اوقات تقسیم کردیئے گئے تھے۔ اس طرح حضرت داؤد (علیہ السلام) کا مصلیٰ کسی وقت نماز پڑھنے والے سے خالی نہ رہتا تھا۔ بخاری اور مسلم کی وہ روایت آپ نے ابھی پڑھی کہ بہترین صوم صومِ داؤدی ہے اور بہترین جو نماز ہے وہ نماز داؤدی ہے اور حضرت فضیل رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب حضرت داؤد (علیہ السلام) پر یہ حکم شکر نازل ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے پروردگار میں آپ کا شکر کس طرح پورا کرسکتا ہوں جب کہ میرا شکر قولی ہو یا عملی وہ بھی آپ ہی

کی عطا کردہ نعمت ہے، یعنی آپ مجھے اس کی توفیق دیں اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے۔ -- پیچھے آپ پڑھ چکی **رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ (19۔ النمل)** اے میرے رب، مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پرکیا "کہتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : **الان شکرتنی یا داؤد،** یعنی اے داؤد اب آپ نے شکر ادا کردیا، کیونکہ حق شکر ادا کرنے سے اپنے عجز و قصور کو سمجھ لیا اور اعتراف کرلیا۔ یعنی کہ تو شکر کا حق نہیں ادا کر سکتا تو نے اپنی انکساری اور عاجزی کا جو اظہار کیا اب تو نے شکر کو ادا کر دیا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی میں تیرا شکر تو ادا کرنا چاہتی ہوں بس تو مجھے اس کی توفیق دے دے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی **اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا** تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اس آیت کو تلاوت کر کے کہا تین کام ایسے ہیں جو شخص ان کو پورا کر لے تو جو فضیلت آل داؤد کو عطا کی گئی تھی وہ اس کو مل جائے گی صحابہ نے عرض کیا کہ وہ تین کام کیا ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نمبر 1۔ رضا اور غضب کی دونوں حالتوں میں انصاف پر قائم رہنا۔ نمبر 2۔ غناء اور فقر کی دونوں حالتوں میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔ نمبر 3۔ خفیہ اور اعلانیہ دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرنا تین باتیں ہیں **وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ** اور میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں اللہ تعالی مجھے اور آپ کو ان لوگوں میں شامل کرے آمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی رو پڑے کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کرے جو شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کہتا ہے کہ تھوڑے بندے شکر ادا کرتے ہیں وہ بدو کہہ رہا تھا مجھے تھوڑے لوگوں میں شامل کر لیں خانہ کعبہ کا طواف کرتا جاتا تھا اور یہ دعا کرتا جاتا تھا۔ اللہ تعالی مجھے اور آپ کو شکر ادا کرنے والوں میں شامل کرے

آیت نمبر 14۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ

ترجمہ۔ پھر جب سلیمانؑ پر ہم نے موت کا فیصلہ نافذ کیا تو جنوں کو اس کی موت کا پتہ دینے والی کوئی چیز اُس گھن کے سوا نہ تھی جو اس کے عصا کو کھا رہا تھا اس طرح جب سلیمانؑ گر پڑا تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ پھر جب ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر موت کو نافذ کر دیا قاضی جو فیصلہ کرتا ہے پھر اس کو نافذ بھی کر دیتا ہے پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کیا **مَا دَلَّهُمْ** نہ خبر دی ان کو۔ کن کو خبر نہ دی؟ جنوں کو **مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ** تو اس کی موت کی خبر جنوں کو نہ دی **إِلَّا** مگر کس چیزنے دی **دَابَّةُ الْأَرْضِ** زمین کے ایک کیڑے نے اور یہ کیا تھا؟ گھن تو زمین کا جو کیڑا گھن تھا اس نے خبر دے دی۔ کیسے؟ **تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ** کہ وہ کھا رہا تھا اس کے عصا کو **فَلَمَّا خَرَّ** پھر جب وہ گر پڑا کون گر پڑا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو میت تھی جو ان کا مردہ جسم تھا جب وہ گر پڑا **تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ** تو خبر ہو گئی جنوں کو تو معلوم ہوا **بَيِّنٌ** ہوتا ہے جیسے کھل جانا، روشن ہو جانا، واضح ہو جانا **تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ** تو جنوں کو واضح ہو گیا جنوں کو یہ بات کھل گئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں **أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ** اگر وہ ہوتے غیب کا علم رکھتے **مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ** تو وہ نا ٹھہرتے **الْمُهِينِ** عذاب میں تو وہ اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نا ہوتے تو سب سے پہلی

بات تو یہ ہے کہ آیت نمبر 14 کو سمجھنے کے لیے ہم یہ بات یاد رکھیں کہ نمبر 1- کہ لوگ یہ سمجھتے تھے جیسے اہل مکہ کیا سمجھتے تھے کہ جنوں کے پاس غیب کا علم ہے نمبر 2- کہ جنوں کو اللہ تعالیٰ کہ ہاں اس درجہ کاسمجھتے تھے کہ وہ جا کے غیب کی خبریں لے آتے ہیں تو نمبر 3- اس واقعے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جنوں کے پاس غیب کا کوئی علم نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ واقعہ کیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کواللہ تعالیٰ نے بڑے فضل سے اور بہت سی چیزوں سے نوازا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ان کا نوکر بنا دیا تھا قلی کی طرح مزدوروں کی طرح جو کچھ وہ چاہتے تھے جن وہ کام کرتے تھے اور کام لینے کے ساتھ ساتھ انہوں نے عبادت کے لیے بھی اپنا وقت مقرر کیا ہوا تھا اور وہ کیا کرتے تھے کہ اپنی حکومت اور سلطنت کے کاموں کے ساتھ ساتھ(کیونکہ آپ کی حکومت جنوں پہ، طیور پہ، ہواؤں پہ سب پہ تھی) آپ نے اپنا وقت مقرر کیا ہوا تھا اس میں آپ جا کر اللہ کی طویل وقت کے لیے عبادت کرتے تھے کیسے؟ جیسے رسول اللہ ﷺ ستو لے جاتے تھے پانی لے جاتے تھے غارِ حرا میں اور جا کر کیا کرتے تھے؟ عبادت کرتے تھے۔ تو یہ بھی اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے طویل وقت کے لیے اب اس کے ساتھ کیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وقت کے بادشاہ تھے اور آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں کہ وہ اپنے لشکروں کو **یُوْزَعُوْن** انہوں نے ان کو بڑے نظم وضبط میں رکھاہوا تھا۔ ان سے کام بھی لیتے تھے اور ان کی فوجیں الگ الگ تھیں ہر ایک کو ان کا کام پتہ تھا حاضری لگتی تھی اگر کوئی وقت پہ حاضری نہیں دیتا تھا سزا بھی دیتے تھے اور پھر اس کے ساتھ پوچھتے تھے دیر سے کیوں آیا غائب کیوں ہے **لَا أَرَى الْهُدْهُدَ** (20- النمل) ہدہد نظر نہیں آرہا تو پوچھتے ہیں کہ ہدہد نظر نہیں آتا اگر وہ اپنے غائب ہونے کی کوئی واضح توجیح پیش نہ کرے تو میں سخت سزا دوں گااب حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کیا کرتے ہیں کہ اپنے کاموں کی خود نگرانی کرتے ہیں اور نگرانی میں کیا ہے؟ بیت المقدس کی تعمیر ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بات بتائی گئی کہ اب آپ کی موت کا وقت قریب آگیا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا کیا؟ کہ جب انہیں پتہ چلا کہ وفات کا وقت قریب آگیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا تو کہتے ہیں کہ جنوں کو انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر پر لگایا جسے ہیکل سلیمانی کہتے ہیں اور تعمیر کا بھی کافی کام رہتا تھا اور اب موت سے تو کسی کو فرار نہیں **كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (185- آل عمران)** اور موت نہ ایک لمحہ پیچھے ہو سکتی ہے نہ ایک لمحہ آگے ہو سکتی ہے اور آپ دیکھیں وقت کا پیغمبر ہے اتنا بڑا منصوبہ سامنے ہے اور اس کو مکمل کرنا چاہتے ہیں خود نگرانی کر رہے تھے اس کی ہیکل سلیمانی کی (بیت المقدس کی) اور خصوصی کاموں کی ،اہم کاموں کی تو خود نگرانی کی بھی جاتی ہے اور خاص طور پر جنوں سے یہ تعمیر کروارہے تھے جنوں سے بنوارہے تھے اور آپ کو پتہ ہے کہ جن کیسی مخلوق ہے **سریع الحرکت** بھی اور پھر ستانے والی بھی اس میں شریر بھی تھے سرکش بھی تھے لیکن آپ کے تو وہ ماتحت تھے اب آپ نے کیا کیا جب آپ نے دیکھا کہ کام کافی رہتا ہے تو آپ نے پورا نقشہ بنا کے جنوں کے سپرد کر دیا پوری طرح مکمل کام سمجھایا اور اپنے عبادت خانے میں آ کر عبادت کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنی لاٹھی سے ٹیک لگا لی اب آپ دیکھئے کہ لاٹھی سے ٹیک لگائے گویا کہ تعمیری کام باہر ہو رہا ہے اور تعمیری کام کی نگرانی کر رہے ہیں اسی حال میں موت آ گئی فرشتے نے آکے روح قبض کر لی اب عصا کے سہارے کھڑے تھے بدستور اسی طرح قائم رہے اور جنات آپ سے ڈرتے رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عبادت کر رہے ہیں اپنی عبادت میں مصروف ہیں ایک زمانہ گزر گیا اور اس سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ کیوں ان کو شک نہیں ہوا کہ یہ زندہ نہیں ہیں؟ کیوں ان کو یہ یقین رہا کہ یہ زندہ ہے؟ کیونکہ وہ طویل مدت کے لیے پہلے بھی اپنے سارے کاموں سے الگ ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے یعنی بادشاہی میں عبادت کرنا یہ بڑی بات

ہے اور یہ کس نے کی؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام عصا کے سہارے کھڑے ہیں اور جن یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ عبادت میں مصروف ہیں تو **دَابَّةُ الْأَرْضِ** نے کیا کیا؟ عصاکی لکڑی کو اندر سے کھا کر کمزور کر دیا عصا کا سہارا جو لیا ہوا تھا جب وہ ختم ہوا وہ گر گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام گرے اور جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا پتہ چلا اور اب آپ اس بات کو سمجھیں تو آپ کو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خوبصورت واقعہ یہ عجیب و غریب واقعہ یہ بہترین واقعہ ہمیں کیا کیا باتیں بتاتا ہے نمبر 1۔ کہ موت سے فرار پیغمبروں کو بھی نہیں ہے۔ بڑا اہم منصوبہ ہے ہیکل سلیمانی کا لیکن موت کا وقت جب آیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام پر موت آگئی، وارد ہوگئی اور ابھی ہیکل سلیمانی تعمیر ہو رہا ہے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نیکیوں میں سرعت کرنے والے اور **وَاعْمَلُوا صَالِحًا** میں سبقت دکھانے والےتھے۔ ان کی جو خواہش تھی وہ چاہتے تھے کہ ہر صورت یہ تعمیر ہو تو کیسی خوبصورت منصوبہ بندی کی ہے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے مجھے اور آپ کو بھی کیا کرنا چاہیے اب جن تو ہمارے قبضہ میں کوئی نہیں ہیں وہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تھے تو پھر کیا کرنا ہے یہ جو اندر کا جن ہے شیطان جو میرے اور آپ کے اندر ہے۔ انسان کے اندر جو نفس ہے میرا اور آپ کا یہ دل جو ہے اس کو میں اور آپ مطیع کریں۔ اچھے اچھے منصوبے بنائیں نیکیوں والے اس لیے کہ موت جب آئے گی تو وہ اس بات کا انتظار نہیں کرے گی کہ اس کی منصوبہ بندی بڑی اچھی ہے تھوڑے سے اس کو نیکی کے کام کر لینے دیں۔ نہیں اب بہت تھوڑا وقت باقی ہے پتہ نہیں چند لمحے ہیں چند دن ہیں چند مہینے ہیں یا چند سال ہیں " اٹھو دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا" میں اور آپ بھی کچھ کر لیں۔ نمبر 2۔ بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی ساری مصروفیت کے ساتھ عبادت کیا کرتے تھے ان کی عادت ایسی تھی کہ جس سے جنوں کو اس بات کا شک ہی نہیں گزرا کہ آپ کیوں اتنی لمبی عبادت کر رہے ہیں تو وہ مسلسل تعمیر کرتے رہے۔ نمبر 3۔ بات ہمیں یہ پتہ چلتی ہے کہ جنوں کے پاس غیب کا علم نہیں ہوتا اگر غیب کا علم ہوتا تو یہاں بھی کہا ہے کہ **فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ** پس جب جنوں کو یہ بات کھل گئی جنوں کو تب پتہ چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں اگر وہ جانتے ہوتے غیب کو **مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ** تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے تو ذلت کا عذاب کیا تھا؟ کہ جن جو مشقت کا کام کر رہے تھے وہ جو بیت المقدس کی تعمیر کر رہے تھے اتنی بڑی عمارت کی تعمیر کرنا آسان کام تو نہیں ہے تو اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق اور ان سے ڈرتے ہوئے ہیکل سلیمانی کی تعمیر کر رہے تھے اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو نہ ان کو یہ پاپڑ بیلنے پڑتے اور نہ ہی ان کو اتنی محنت اور مشقت کرنی پڑتی یہاں پہ اللہ تعالیٰ خود بتاتے ہیں **أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ** اور **الْعَذَابِ الْمُهِينِ** سے مراد کیا ہے؟ کہ وہ جو تعمیر کرنا اور اگر ان کی کوئی اطاعت نہیں کرتا تو فورا ان کو عذاب ملتا تھا جنوں کو جلا دیا جاتا تھا تو وہ عذاب اس سے مراد ہے۔
اچھا اب یہاں پہ دیکھیں کہ یہاں پہ یہ جو **مِنْسَأَتَهُ** ہے جس کو دیمک نے کھا لیا اور یہاں پہ **مِنْسَأَتَهُ** عصا تو **مِنْسَأَتَهُ** کوکس نے کھایا تھا دیمک نے کھایا تھا اور دیمک کے لیے کیا لفظ یہاں پہ استعمال ہوا ہے **دَابَّةُ الْأَرْضِ اور مِنْسَأَتَهُ** اب آپ دیکھیں عصا بھی بہت معمولی چیز ہے اور دیمک بھی بڑی معمولی چیز ہے لیکن دیمک بڑی ظالم چیز ہے دیمک کا عصا کو کھا جانا یا اس کا کسی چیز کو لگ جانا اور اس کو ختم کر کے رکھ دینا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ دیکھیں کہ کوئی چیز اگر کسی جگہ عرصہ دراز تک پڑی رہے تو دیمک اس کو ختم کر کے رکھ دیتی ہے آپ اس کی اگر تحقیق کریں اور آپ چاہیں تو ضرور کریں تو اس سے ہمارے سامنے کیا باتیں آتی ہیں نمبر 1۔ کہ دیمک اللہ کی مخلوق ہے چیونٹی سے ملتی جلتی ہے اس کا نظام بھی تقریبا چیونٹیوں سے ملتا جلتا ہے ان کی ملکہ ہوتی ہے

دیمک کی بھی کارکن ہوتی ہیں اور پھر ان کی بھی کالونیاں ہوتی ہیں پھر ان کی انڈے دینے والی بھی کچھ دیمک ہوتی ہیں اور ہزار انڈے روزانہ یہ دیتی ہیں اور پندرہ سال تک مسلسل دیتی ہیں اور بعض ایسی بھی ہیں جو کئی ہزار انڈے دیتی ہیں جیسے 43 ہزار انڈے بھی دیتی ہیں اور کئی کئی سال تک مسلسل دیتی ہیں پھر دیمک گھونسلے کی طرح سے گھر بناتی ہے اور بعض دیمک زمین سے مٹی لے کر 6 میٹر سے اونچا گھر بنا لیتی ہیں ان کا گھر بڑا سخت ہوتا ہے اور یہ کیا کرتی ہیں اپنے منہ کے پانی سے مٹی کو ملاتی ہیں اور پھر جو گھر بناتی ہیں دیواریں مضبوط ہوتی ہیں ان کی گیلریز بھی ہوتی ہیں کالونیاں ہوتی ہیں باقاعدہ ایک نظام ہے ان کا اور ان کے جو انڈے ہوتے ہیں خاص درجہ حرارت میں یہ رکھتی ہیں اس کے لیے خاص درجہ حرارت کا اہتمام کرتی ہیں گھر کی ساخت بھی ایسی بناتی ہیں اور اوران کے اندر مل جل کر کام کرنا پایا جاتا ہے اور آپ سوچیں کہ کتنا معمولی سا یہ کیڑا ہے **دَابَّةُ الْأَرْضِ** اور million or half million ہو کر بھی ایک جماعت کی شکل میں کام کرتا ہے اور ہم تو دو چار بھی کہیں اکٹھے ہو جائیں کلاس کے دو چار لوگوں کو ملا کر اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے تو مشکل ہو جاتا ہے ایک ایک بات دوسرا دوسری بات اور پھر تیسرا یہ ہوتا ہے کہ آپ مجھے اس کمیٹی سے نکال دیں اور میں اس کی انچارج نہیں بن سکتی یا کوئی کہتا ہے کہ مجھے کیوں نہیں انچارج بنایا یعنی آپس میں مل کر کام کرنا بھانت بھانت کی بولی، بھانت بھانت کے مشورے اور مل کر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ دیمک مل جل کر باہمی تعاون سے کام کرتی ہے تو اس میں ہمارے لیے عبرت ہے کہ انسان کو بے بس کر دیتی ہے اور اس کی غذا کیا ہوتی ہے لکڑی اور کڑوروں کی لکڑی دیمک کی نظر ہو جاتی ہے سامان دیکھ لیں گھر دیکھ لیں پلنگ دیکھ لیں کرسی دیکھ لیں صوفہ دیکھ لیں چھتوں کی چھتیریں ہیں عمارتیں ہیں کسی چیز کو نہیں چھوڑتی یہ دیمک امریکہ میں دیمک سے بچاؤں کے لیے two million dollar سالانہ خرچ ہوتے ہیں اب آپ سوچیں کہ دیمک کے لیے اتنی قیمت دی جائے اور دیمک نے کیا کیا کہ جس بات کی خبر جنوں کو نہ ہوئی جو اتنے سریع الحرکت اور اتنے اہم تھے۔ دیمک نے ان کو خبر دی کہ جب اس عصا کو (اس لاٹھی کو) دیمک نے کھایاتو وہ گر گئی حضر ت سلیمان علیہ السلام گر گئے تو جنوں کو پتہ چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں کب پتہ چلا تو اس ساری بات کا نچوڑ کیا ہے کہ میں اور آپ اللہ کے آگے اپنے آپ کو جھکا دیں دیمک کیا کام کرتی ہے جو اللہ نے اس کو بتا دیا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتی ہے بس جو کام اس کو کہہ دیا ہے شہد کی مکھی کرتی ہے تو چیونٹی بھی کرتی ہے تو دیمک بھی کرتی ہے کسی چیز کو اللہ تعالی نے نکما اور بے ضرر نہیں بنایا تو پھر انسان کی اصل حقیقت کیا ہے ہم اللہ کے آگے جھک جائیں تو یہ تھی وہ آیت جو آیت 14 **فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ** کہ جب ہم نے موت کو اس پر نافذ کر دیا حضرت سلیمان علیہ السلام پر۔ ٹھیک ہے ہیکل سلیمانی ان کی منصوبہ بندی میں تھا لیکن موت کا وقت ہے اب وہ رک نہیں سکتی **مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ** تو جنوں کو اس کی موت پر دلالت کس نے کی **إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ** زمین کے ایک کیڑے نے، زمین میں ایک دابہ جو چیونٹی کی طرح کا ہے گھن جسے کہتے ہیں دیمک اس نے کیا **تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ** جو کھا رہا تھا اس کے عصا کو۔ گویا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ چاہتے تھے کہ ان کا یہ اہم کام ہو جائے تو انہوں نے کیا کیا کہ عبادت کی غرض سے وہ ہیکل سلیمانی کے اندر چلے گئے اور شیشے کے اندر کہتے ہیں کہ وہ جا کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عصا کا سہارا لے لیا اور اس کے بعد جن یہ سمجھتے رہے کہ آپ عبادت کر رہے ہیں اور جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو پتہ چلا کہ ان کی موت کا وقت قریب آگیا ہے تو انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں اس کی تعمیر ہو تو خاص طریقے سے انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی کہ جنوں کو پتہ بھی نہ چلا اور ان کی بیخبری اور بےبسی واضح ہوجائے اور

عبادت میں خلل بھی پیش نہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالی سے چند دعائیں کیں جو مقبول ہوئیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے کہ جو شخص اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے داخل ہو اس مسجد سے نکلنے سے پہلے اس کے تمام گناہوں سے اللہ اس کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ اس وقت پاک تھا جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اور اسی طرح بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہونے پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر 12000گائے بیل اور 20000 بکریوں کی قربانی کر کے لوگوں کو عام دعوت دی اور اس دن خوشی منائی اور صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یا اللہ آپ ہی نے مجھے یہ قوت اور وسائل عطا کئے جن سے تعمیر بیت المقدس مکمل ہوئی تو یا اللہ مجھے اس کی بھی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں اور مجھے اپنے دین پر وفات دیجئے اور ہدایت کے بعد میرے دل میں کوئی زیغ اور کجی نہ آئے اور کہا کہ اے میرے پروردگار جو شخص اس مسجد میں داخل ہو میں اس کے لیے آپ سے کچھ دعائیں مانگتا ہوں اس میں پانچ دعائیں ملتی ہیں اچھا آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر تو گویا کہ آپ کی زندگی میں ہو چکی تھی تو پھر ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے کیا مراد ہے؟ (میں نےآپ کے چہرے دیکھے اس بات کو سمجھ گئی) تو اصل میں اس میں جو بات یاد رکھنے والی ہے وہ کیا ہے کہ ہیکل سلیمانی ، بڑی عمارت اور اس کی مکمل تعمیر وہ تو ظاہر ہے بعد میں ہی ہوئی ہے جیسے کہ قرآن کی آیتوں سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ موت پہلے آگئی اور پھر بعد میں جنوں کو پتہ چلا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ حصہ آپ کی زندگی میں مکمل ہو چکا تھا اور پھر کیا ہے کہ آپ شکرانے کے طور پر ساتھ ساتھ اللہ کا شکر بھی ادا کر رہے تھے اور دعائیں بھی کر رہے تھے اچھا اب پھر آپ موت کے بعدکتنا عرصہ کھڑے رہے؟بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ موت کے بعد عصا کے سہارے حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال کھڑے رہے بعض روایات میں آتا ہے کہ جب جنات کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کو عرصہ ہو گیا اور ہم بے خبر رہے تو انہوں نے موت معلوم کرنے کی یہ تدبیر کی کہ ایک لکڑی پر دیمک چھوڑ دی ایک دن رات میں جتنی لکڑی دیمک نے کھائی اس سے انہوں نے حساب لگایا کہ عصا سلیمانی پر ایک سال اس طرح گزرا ہے تو بہرحال غیب کا علم اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنا عرصہ وہ اسکے سہارے کھڑے رہے تو ان ساری باتوں سے جو پھر عمل کا اصول ہمارے لیے آتا ہے وہ یہ ہے کہ موت حق ہے موت سے فرار نہیں **وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ.** **(19- ق)** موت حق لے کر آ پہنچی تو موت تو آنی ہی ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے کہ ہمیں موت کی تیاری کرنی چاہئے تو اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق عطا کرے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ